

تہجاری تہذیب

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب دینی خدمات

پیشکش: دارالافتاء اسلامیہ

پیشکش: دارالافتاء اسلامیہ
www.darulifta.com

ختمِ بخاری شریف

قرآنِ کریم کے بعد سُننے والی پر سب سے صحیح ترین کتب کی تعریف
حدیث کی تشریح اور اس کی مندرجہ ذیل پر انتہائی جامع بیان

جس پر وہاں غنی محض تھے عثمانی ساری

بیش العلوم

۲۰۔ تا بعد وڈا پڑائی انا کی لکھ نوں، ۱۳۳۳ھ

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

دعوت	:	جلسہ سربراہ عالمی برقی برقی عالمی مدعو
موضوع	:	فتح بخاری شریف
ضبط و ترتیب	:	محمد عظیم شریف (فاضل دارالعلوم کراچی)
خاتم	:	ماسعودیہ پبلیکیشنز
پاکستان	:	محمد عظیم شریف
بائزر	:	بیت العلوم محمد سعید پبلیکیشنز لاہور
	:	فون نمبر: ۷۷۳۳۳۳۳۳

﴿ملنے کے چتے﴾

بیت العلوم	:	۷۷۳۳۳۳۳۳ پبلیکیشنز لاہور
ادارہ مساجد	:	۷۷۳۳۳۳۳۳ لاہور
ادارہ مساجد	:	ادنیٰ بلڈنگ سوسائٹی چک احمد بازار کراچی
دارالافتاء	:	ادارہ بازار کراچی فیروز
دعوت خیر	:	ادارہ بازار کراچی فیروز
ادارہ خیر	:	چک احمد بازار کراچی
ادارہ خیر	:	ادارہ خیر دارالعلوم کراچی فیروز
کتاب دارالعلوم	:	چک احمد بازار کراچی فیروز

﴿فہرست﴾

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵	ایک حادثہ	۱
۶	حدیث کی روایت کی حفاظت	۲
۷	حدیث مسلسل بالاولیہ	۳
۹	صحیح بخاری کا ایک عجیب طرز	۴
۱۰	آغاز اور اختتام کلمہ توحید پر	۵
۱۱	حدیث کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے	۶
۱۲	پیغمبر کو بھیجنے کی ایک ظاہری حکمت	۷
۱۳	قرآن کے ساتھ حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کی وجہ	۸
۱۴	مقصد بعثت رسول ﷺ	۹
۱۵	اعمال کا وزن کہاں جائے گا	۱۰
۱۶	اعمال کے اندر وزن پیدا کرنے کا طریقہ	۱۱
۱۷	بدعت کی ایک آسان مثال	۱۲

۱۳	ہر یہ دیتے وقت بھی اچھی نیت کر لیں	۱۹
۱۴	اخلاص عظیم دولت ہے	۱۹
۱۵	لوگوں کی عام حالت	۲۰
۱۶	بخاری کی آخری حدیث	۲۲
۱۷	ایک کلمہ حمد کی تاثیر	۲۳
۱۸	اس کلمہ سے خشیت باری پیدا ہو جاتی ہے	۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ختم بخاری شریف﴾

بعد از خطبہ مسنونہ بزرگان محترم اور برادران عزیز!
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایک حادثہ

اس جامعہ کے نہایت شفیق استاذ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے اور علم و عمل کے آسمان حضرت مولانا محمد مجاہد صاحب کے ساتھ سال کے دوران ایک حادثہ پیش آیا تھا وہ یہ کہ جمعہ کے دن وہ نکالوں کے ہاتھوں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے (اللہ تعالیٰ ان کو درجات عالیہ سے نوازے) آمین۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مشیت ہے کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوجوانی میں ان کو شہادت کے اس بلند مقام پر فائز فرمایا ہے جس کی تمنا بڑے بڑے اولیاء کرام اور بزرگان دین نے کی دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت

بر کا جہم کو صبر اور حوصلہ کا اعلیٰ مقام عطا فرمایا اس لیے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس مجلس میں ان کے رفع درجات اور ان کے پسماندگان کیلئے صبر جمیل اور اجر جزیل کی دعا کریں۔

حدیث کی روایت کی حفاظت

فتح بخاری شریف کے اس مبارک موقعہ پر جو آخری حدیث تلاوت کی گئی اس کے بارے میں کچھ گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حدیث کے سلسلے کا ایک غیر معمولی مظاہرہ یہ ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد رکھا بلکہ احادیث کی حفاظت کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کی ایک ایک ادا کو محفوظ رکھنے اور تا قیامت آنے والے لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ حضور اقدس ﷺ سے جیسے سنا، اسی کیفیت سے اپنے شاگردوں کو بتایا۔ اگر جناب رسول اللہ ﷺ نے کوئی بڑی حدیث ارشاد فرماتے وقت تبسم فرمایا تھا تو سننے والے جب اس حدیث کو بیان فرماتے تو تبسم فرما کر دکھاتے، اگر آنحضرت ﷺ نے کسی صحابی کو ارشاد فرماتے وقت اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا تو ان صحابی نے وہ حدیث اپنے شاگرد کو سناتے وقت بالکل اسی طریقے سے ہاتھ

میں ہاتھ لیکر سنائی اور پھر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔

حدیث مسلسل بالاولیہ

طلباء حدیث ایسی بے شمار احادیث جانتے ہیں جن کو ”حدیث مسلسل“ کہا جاتا ہے اور وہ اسی تسلسل کے ساتھ چلتی رہیں۔ انہیں میں سے ایک حدیث ”مسلسل بالاولیہ“ کہلاتی ہے، یعنی وہ حدیث ایسی ہے کہ جب بھی کوئی طالب علم، کسی استاذ سے حدیث پڑھنے جاتا تو استاذ جس حدیث کو سب سے پہلے پڑھاتا ہے وہ حدیث ”مسلسل بالاولیہ“ کہلاتی ہے اور یہ سلسلہ حضرت سفیان بن عیینہ سے لے کر آج تک چلا آ رہا ہے۔

تو گزشتہ سال کے اور اس سال کے فارغ التحصیل طلباء نے فرمائش کی ہے کہ آخری حدیث سے پہلے حدیث مسلسل بالاولیہ پڑھاؤں تاکہ سب سے پہلی حدیث جو میں آپکو سناؤں اس کا سلسلہ حضرت سفیان بن عیینہ سے ملتا ہو۔ میں نے یہ حدیث تین اساتذہ کرام سے سنی ہے۔ ان میں پہلے حضرت شیخ حسن صاحبؒ ہیں جو کہ مالکی ہیں اور مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں درس حدیث دیا کرتے تھے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے یہ حدیث سنائی (جو آگے آرہی ہے) اور دوسرے حضرت شیخ عبدالفتاح

صاحبؒ ہیں علمِ حدیث کا ہر طالب علم ان کو جانتا ہے اور حال ہی میں ان کا انتقال ہوا ہے، ان سے بھی میں نے پہلے یہی حدیث سنی ہے۔ اور تیسرے حضرت شیخ محمد یاسین صاحبؒ ہیں جو کہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے، ان سے بھی میں نے پہلے یہی حدیث سنی ہے جو کہ یہ ہے۔

﴿عن عبد الله بن عمر و بن العاص
رضي الله عنهما قال ا قال رسول
ﷺ الراحمون يرحمهم الرحمن
تبارك و تعالى ارحموا من في الارض
يرحكم من في السماء﴾

”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ
دوسروں پر رحم کرتے ہیں، رحمن ان پر رحم
کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان
والا تم پر رحم کرے گا۔“ (رواہ ابو داؤد
والترمذی عن عبد اللہ بن عمرو)

اس حدیث سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حدیث کے طالب علم کو سب سے

پہلا درس دینے کیلئے محدثین کرام نے ایسی حدیث کا انتخاب فرمایا ہے جو سراسر رحم پر مبنی ہے۔ میں اس حدیث کی اجازت اپنے تمام طالب علموں کو پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکات ہم سب کو عطا فرمائیں۔ آمین

صحیح بخاری کا ایک عجیب طرز

صحیح بخاری کا یہ آخری باب اور آخری حدیث ہے، امام بخاریؒ کے مطالب بھی عجیب و غریب ہیں کہ انہوں نے صحیح احادیث تو اپنی کتاب میں جمع فرمائی ہی ہیں لیکن تراجم الابواب کا حسن بھی خوب ہے یعنی باب کے عنوان اس طرح قائم کیے ہیں کہ ہر باب کا عنوان ایک مستقل فقہی یا کلامی مسئلہ یا ایک پیغام ہے جو امام بخاریؒ امت مسلمہ کو دینا چاہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی اس کتاب میں جو آخری کتاب قائم فرمائی ہے وہ ”کتاب التوحید“ ہے۔ اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ توحید تو ایمان کا سب سے پہلا اور جزاء اعظم ہے، اور کتاب الایمان میں توحید کا ذکر بار بار آچکا، پھر آخر میں کتاب التوحید کو دوبارہ قائم کرنے کا بظاہر کوئی مقصد نظر نہیں آتا، لیکن اس سے امام بخاریؒ یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ایک مسلمان کی زندگی کا آغاز بھی کلمہ توحید سے ہوتا ہے اور اسکی زندگی کا اختتام بھی کلمہ توحید سے ہونا چاہیے۔

آغاز اور اختتام کلمہ ء تو حید پر

کلمہ ء تو حید سے زندگی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسکے کان میں سب سے پہلے جو کلمات ڈالے جاتے ہیں وہ ہیں۔ ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد الرسول اللہ“ اور اسکے کان میں اذان دی جاتی ہے جو سر اسر کلمہ ء تو حید ہے، یہ ایمان کا پہلا بیج ہے جو اسکے کان کے ذریعے اسکے قلب میں اتارا گیا۔ پھر سارا معرکہ ء زندگی سر کرنے کے بعد، سر و گرم جھگڑنے کے بعد اور دنیا کے تمام جھیلوں سے گذرنے کے بعد مسلمان کی زندگی کا اختتام بھی اس طریقے سے ہوتا ہے کہ مرنے والے کے آس پاس بیٹھنے والے لوگوں کو حکم ہے کہ وہ اسکو کلمہ ء تو حید کی تلقین کریں۔ تلقین کا معنی یہ نہیں ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ تم کلمہ ء پڑھو بلکہ تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی زندگی کے آخری لمحات میں دیکھو اور سمجھ لو کہ اب یہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہے تو تم خود کلمہ ء پڑھنا شروع کر دو تا کہ اسکو یاد آ جائے اور وہ آخری بات جو زبان سے نکالے وہ کلمہ ء تو حید ہو۔

اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا آخری کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ زبان سے نکلے تو وہ جنت میں جائے گا۔

حدیث کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے

امام بخاریؒ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہر باب میں کوئی نہ کوئی قرآنی آیت لاتے ہیں اور اس کے بعد حدیث ذکر کرتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ کی حدیث خواہ قولی ہو یا فعلی، اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفصیل ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنا ہے تو وہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ جو آدمی یہ چاہے، یا دعویٰ کرے کہ میں حدیث ﷺ کی مدد کے بغیر قرآن کو سمجھ لوں گا تو وہ درحقیقت نزول وحی اور اس دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کے فلسفہ ہی سے جا مل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب بھی اپنا کلام بھیجا تو ساتھ میں کسی پیغمبر کو بھی بھیجا اس لیے کہ اس کلام کو تم خود نہیں سمجھ سکتے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ

﴿لَتبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ﴾

(پہا سورہ نحل آیت نمبر ۱۰۴)

جن پر ہم نے قرآن اتارا، ان کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ لوگوں کو اس کی تفسیر کر کے بتائیں، چنانچہ تم ان کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن کو پڑھو اور

اگر تم نے حدیث سے قطع نظر کر کے سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور ڈسٹری کی مدد سے قرآن سمجھنے کی کوشش کی تو قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔

پیغمبر کو بھیجنے کی ایک ظاہری حکمت

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ تو حضرت عائشہؓ فرمایا

﴿كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ﴾

”آپ کا اخلاق قرآن تھا (یعنی آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر تھے)۔“

تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد درحقیقت یہ ہوتا ہے کہ وہ احکامِ الہی کی تفسیر کریں۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ یہ قرآن جو اللہ کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا ہے، اگر اللہ نے ہمیں ہدایت دینی تھی تو براہِ راست کیوں نہ ہدایت دیدی؟ دراصل پیغمبر کو اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ اگر صرف کتاب ہر آدمی پر نازل کر دی جاتی تو وہ اپنی سمجھ سے اس کو انجانے کیا سمجھتا؟ اور کس طرح اس پر عمل کرتا؟ دراصل پیغمبر کا کام ہوتا ہے

﴿يُنَزِّلُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

”کہ وہ کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں“ (سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

لیکن لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اگر اللہ کی کتاب کافی ہوتی تو کسی پیغمبر کو بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔

قرآن کے ساتھ حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کی وجہ

اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾

”ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے کہ جو مبہم

نہیں اور نہ ہی مجمل ہے بلکہ کتاب بین (واضح کتاب) بھیجی

ہے“ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

اس پر اعتراض ہو سکتا تھا کہ جب واضح کتاب بھیج دی تو اس پر تشریح

کی کیا ضرورت تھی؟ یاد رکھیں! اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود سمجھایا کہ اگر

تمہارے پاس کوئی عالیشان کتاب ہو لیکن اندھیرا ہو، نہ سورج کی روشنی ہو اور

نہ دن کی روشنی، نہ چراغ کی روشنی ہو اور نہ بجلی کی روشنی، تو کیا وہ کتاب

تمہارے کام آئے گی؟ کیونکہ روشنی کے بغیر فائدہ تو دور کی بات تم اس کو پڑھ

ہی نہیں سکتے، اور پھر ان چیزوں کے موجود ہونے کے بعد خدا نخواستہ تمہارے

پاس آنکھ ہی نہیں تو وہ کتاب تمہارے لیے کارآمد نہیں ہو سکتی تھی اسی لیے ہم نے اس کتاب مبین کے ساتھ ایک نور بھیج دیا اور وہ نور ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر و تشریح اور تعلیم۔

مقصد بعثت رسول ﷺ

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقصد کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

﴿وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

”آپ ﷺ کو اس لیے بھیجا تا کہ آپ ان کو

پاک صاف کریں اور ان کو کتاب و حکمت کی

تعلیم دیں“

قرآن حکیم میں کہیں ”یُعَلِّمُهُم“ پہلے ہے اور کہیں ”يُزَكِّيهِمْ“ اس کی وجہ

مفسرین کرام نے یہ لکھی ہے کہ جہاں ”يُزَكِّيهِمْ“ پہلے ہے وہاں اشارہ اس

بات کی طرف ہے کہ اس کتاب کو سمجھنے سے پہلے انسان کا دل پاک صاف ہونا

چاہئے اور اگر دل میں طلب اور اسلام نہیں تو وہ حضور اللہ ص ﷺ کی تعلیمات

سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

اعمال کا وزن کہاں جائے گا؟

یہاں پر امام بخاریؒ نے یہ آیت ذکر فرمائی:

﴿وَنُضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾

(پ ۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۴۷)

” کہ ہم قیامت کے دن لوگوں کے درمیان

عدل و انصاف کے فیصلے کیلئے ترازویں لگائیں

گے اور ان ترازوؤں میں انسان کے اعمال کو تولّا

جائے گا“

اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ترازوؤں میں کوئی اجناس مثل گندم اور

چاول نہیں تولی جائیں گی اور نہ ہی انسانوں کو تولّا جائے گا بلکہ بقول امام بخاریؒ

بنی آدم کے اعمال و اقوال کو تولّا جائے گا۔ اشارہ اس بات کی طرف مقصود

ہے کہ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو اس پر کچھ اعمال فرض، واجب، سنت اور

مستحب کے درجے میں لاگو کر دیئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ

نے سب سے پہلے کتاب الایمان قائم کی، اس کے بعد کتاب العلم، اس کے

بعد کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج،

نکاح، طلاق اور بیع کے بارے میں ایجاب قائم کئے، پھر معاملات، معاشرت اور اخلاقیات وغیرہ جتنے احوال بھی انسان کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں ان تمام اعمال کے بارے میں ایجاب قائم کرنے کے بعد آخر میں کہتے کہ "ان اعمال بنی آدم و قوله یوزن" تاکہ یاد دہانی کرا دیں کہ اعمال اور اقوال کا وزن ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اعمال میں وزن کس طرح پیدا ہو؟ اس لیے ہر عمل کرتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا ہوگا کہ اللہ جل شانہ کے سامنے حاضری کے وقت اس عمل کو تولد جائے گا۔ مثلاً نماز تو پڑھ لی لیکن اس میں دکھاوا شامل ہو گیا تو عمل ہونے کے باوجود اس میں وزن نہ رہا۔

اعمال کے اندر وزن پیدا کرنے کا طریقہ

یاد رکھیں! اعمال کے اندر وزن دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک صدق سے اور دوسرا خلاص سے۔ صدق کا معنی یہ ہے کہ عمل سنت اور شریعت کے مطابق کرے اس کے برخلاف کی صورت میں اعمال کے اندر وزن پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور خلاص کا معنی یہ ہے کہ اس میں مخلوق کی رضا شامل نہ ہو بلکہ خالق کو راضی کرنا مقصود ہو لہذا جو بھی عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہو اسے سنت سمجھ کر کیا جائے تو وہ بدعت بن جاتا ہے۔ اور بدعات بظاہر تو بڑی

اچھی نظر آتی ہیں مثلاً ایک آدمی کے مرنے کے بعد اس کا تیج، دسواں یا چہلم کر دیا جائے تو بظاہر اس میں کیا حرج ہے؟ قرآن ہی تو پڑھا گیا، دعوت ہی تو کی گئی اور غریبوں کے ساتھ ساتھ امیروں کو بھی کھلا دیا تو کیا فرق پڑ گیا؟ تو سن لیجئے کہ حرج یہ ہے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور جو کام سنت کے مطابق نہ ہو تو ایمیں وزن نہیں ہوتا اور جس عمل میں وزن نہ ہو وہ اللہ کے یہاں مقبول نہیں۔

بدعت کی ایک آسان مثال

میں اس کی مثال یوں دیا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مغرب کی نماز میں تین کی بجائے چار رکعتیں ہونی چاہیں، لہذا وہ تین کو نامکمل سمجھتے ہوئے چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کی چوتھی رکعت بیکار ہوگی بلکہ بعض صورتوں میں وہ تین بھی ضائع ہو جائیں گی، کیونکہ ایسا کرنا اللہ کے حکم اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ بہت سے کفار و مشرکین کے دل میں اخلاص ہوتا ہے اور ان کا مقصد بھی خدا کو راضی کرنا ہوتا ہے، گنگا کے کنارے جا کر دیکھیے کہ کتنے ہی آدمی ایک ٹانگ پر کھڑے ہیں اور کتنے ہی مہینوں تک کھانا نہیں کھاتے اور طرح طرح کے مجاہدات میں

لگے رہتے ہیں۔ تو بظاہر ان کا مقصد بھی خدا کو راضی کرنا ہوتا ہے لیکن چونکہ طریقہ صحیح نہیں اس لئے ان کے ان مجاہدات کا کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

﴿عَمَلٌ تُنتِجُكُمْ بِالْأَعْيُنِ أَعْمَالًا لَدِينٍ
ضَلُّ سَعِيَّتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَهُمْ
يُخْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُخْسِبُونَ صُنْعًا﴾
”کیا میں بتاؤں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ
نقصان میں کون لوگ ہیں؟ جن کی محنت اس دنیا
میں رائیگاں گئی اور وہ سمجھتے رہے کہ ہم نے اچھا
کام کیا“ (پ ۱۶ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳-۷۴)

تو اگر صدق یا طریقِ سنت سے محروم ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں قرآن پاک فرماتا ہے۔

﴿وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ
فَجَعَلْنَاهُ حَبَآءً مَّنْثُورًا﴾

”جو عمل انہوں نے کیے، ایمان اور علاوہ اس

طرہ پر کے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتایا
تو وہ سارے اعمال ہم قیامت کے دن ایسے
کر دیں گے جیسے اڑتا ہوا غبار“

(پ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۳)

ہدیہ دیتے وقت بھی اچھی نیت کر لیں

بزرگوں نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ جو تم ایک دوسرے کو ہدیہ
دیتے ہو، جس کی ترغیب بھی رسول ﷺ نے دی کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو،
اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ تو اس وقت بھی دل میں مقصد اللہ کو راضی
کرنا ہو اور دل میں سنت نبوی ﷺ کی نیت کرے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ
اسکی طرف سے کسی جواب کا انتظار نہیں ہوگا اور اس میں وزن پیدا ہوگا۔ لیکن
اگر دینے کا مقصد لینا یا لوگوں کے سامنے تعریف کرانا ہو تو اس میں اخلاص نہ
رہا جسکی وجہ سے اس میں وزن نہ رہا۔

اخلاص عظیم دولت ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں کہ یہ جو اعزاء

واقرباء میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوئے ہیں اسکا ایک بنیادی سبب یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے اعزہ سے توقعات وابستہ کیے ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اپنی توقعات کو صرف اللہ کے ساتھ وابستہ کر لے تو انشاء اللہ وہ باعث اجر ہوگا اور اسے کوئی رنجش، شکوہ اور کوئی گلہ نہیں ہوگا اس لیے اخلاص بڑی عظیم دولت ہے۔

تو امام بخاری اپنی آخری کتاب میں بیان فرما رہے ہیں کہ یہ جتنی عبادات میں پیچھے بیان کر چکا ہوں ان تمام اعمال کو انجام دیتے وقت نیت درست کر لو کہ میں یہ عمل اللہ جل شانہ کی رضا جوئی کے لیے کر رہا ہوں تاکہ مباح کام (وہ کام کہ جن پر بظاہر نہ ثواب ہو اور نہ گناہ) بھی درست نیت سے باعث اجر و ثواب بن جائیں۔

لوگوں کی عام حالت

یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چلوں آجکل کہ لوگ بہت کثرت سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ حدیث میں ہے ”انما الاعمال بالنیات“ کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اور اس حدیث کی آڑ میں یہ سوچ کر ہر طرح کے ناجائز کام کر رہے ہیں کہ ہماری نیت تو صحیح ہے۔ مثلاً سود

کا معاملہ میں لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس کے ذریعے اپنے اہل و عیال کے لیے کھانے، پینے کا انتظام کریں گے اسی لیے یہ جائز ہوا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ اس حدیث میں وہ اعمال مراد ہیں جو کہ جائز ہوں۔ ناجائز اور حرام کام خواہ کتنی ہی اچھی نیت سے ہوں وہ کبھی جائز اور حلال نہیں ہو سکتے۔ کوئی آدمی غریبوں میں مال تقسیم کرنے کی نیت سے چوری کرتا ہے تو یہ اچھی نیت چوری کے حلال ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

غرضیکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلا کہ قیامت کے دن ترازوئیں قائم کی جائیں گی جس میں اعمال تولے جائیں گے۔ پھر آگے ”وفولہ“ فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ اعمال کے ساتھ ساتھ زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بھی تولے جائیں گے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ انسان کو جہنم میں اوندھے منہ گرانے والی چیز انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ زبان سے الفاظ نکالتے ہوئے سوچتے ہی نہیں اور مفت کا عذاب سر لیتے ہیں۔

بخاری کی آخری حدیث

آخر میں بخاری شریف کی آخری حدیث اس طرح ہے

﴿عن ابی ہریرہؓ قال! قال رسول

ﷺ کلماتان حبیبتان الی الرحمن

خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ

المعظم﴾

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نالوں ۹۹

اسمائے حسنیٰ میں صرف رحمن کو اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے خاص

کیا ہے کہ جب یہ رحمن کو محبوب ہیں تو جو شخص یہ کلمے پڑھے گا، اس پر اللہ تعالیٰ

کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ آگے فرمایا کہ ”خفیفتان علی اللسان“ ”زبان

کے اوپر بہت ہلکے ہیں“ دل میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زبان پر ہلکے ہیں تو

میزان میں بھی ہلکے ہوں گے تو آگے فرمادیا ”ثقیلتان فی المیزان“ کہ

میزانِ عمل میں انکا وزن بہت ہے۔ اس حدیث میں ان دو کلمات کے تین ۳ وصف بیان فرمائے گئے ہیں کہ رَحْمَن کو محبوب، زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں وہ دو ۲ کلمے یہ ہیں ”سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم“ یہ جو قرآن اور حدیث میں اعمال کی فضیلت بیان کی جاتی ہے اس کا فائدہ بظاہر نظر نہیں آتا لیکن ان سب کی فضیلت اور نور قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور رَحْمَن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مادہ پرستی سے مبرا رکھا ہے وہ ان کلمات کی تاثیر کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔

ایک کلمہ حمد کی تاثیر

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے ﴿ہربنا لك الحمد﴾ کے ساتھ ﴿الحمد لله حمد اکثیر طیباً مبارکاً﴾ کہہ دیا تھا تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے پڑھا تھا؟ ان صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے پڑھا تھا! جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ پڑھا ہے کہ ستر ۷۰ سے زیادہ فرشتے اس کلمے کو پکڑنے کے لیے دوڑے تاکہ میں سب سے پہلے اسکو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کروں۔ تو ان اعمال کی قدر و رازدویں قائم ہونے کے وقت آئے گی۔

اس کلمہ سے خشیت باری پیدا ہو جاتی ہے

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۰۰ مرتبہ صبح اور ۱۰۰ مرتبہ شام کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اس کلمے کی خاصیت بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ پہلا کلمہ (سبحان اللہ وبحمدہ) اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور دوسرا کلمہ (سبحان اللہ العظیم) سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار ہے۔ تو پہلا کلمہ صفت کمال کو اور دوسرا کلمہ صفت جلال کو واضح کرتا ہے۔ تو جس ذات کے اندر جمال و کمال کی صفت پائی جائے اس ذات کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے۔ اور جس ذات کے اندر جلال ہو تو اس کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب محبت اور خوف پیدا ہو جائے گا تو خشیت آ جائے گی اور انسان کی زندگی کو سنوارنے کے لیے یہ چیزیں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو اس کلمہ کو سمجھ کر پڑھنے اور اسکی نورانیت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

﴿وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین﴾



Handwritten text in red ink, possibly a signature or date.